امن کا اسلامی بیانیہ: تعارف واہمیت

عبدالقدوس صہیب ۞
فرحت عزیز ۞
طاہرہ افراق ۞

Islamic Narrative of Peace: Introduction and Significance

Abdul Quddus Suhaib۞
Farhat Aziz۞
Tahira Ifraq۞

ABSTRACT

Islam carries the message of peace and security in its own name. There are many instances in the Qur'ān and *Sīrah* of the Prophet (peace be upon him) which emphasize the need to establish peace and harmony in society. In fact, one of the first steps that the Prophet (peace be upon him) took after establishing the first Islamic state of Madīnah was to make arrangements for internal peace

۞ پروفیسر / چیئرمین، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونی ورسٹی، ملتان۔(aqsuhaib@gmail.com)
۞ ایسوسی ایٹ پروفیسر، لاہور کالج برائے خواتین یونی ورسٹی، لاہور۔(farhatfcc27@gmail.com)
۞ لیکچرر، شعبہ شریعہ، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد۔(tahira.ifraq@aiou.edu.pk)
۞ Professor/Chairman, Department of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan. (aqsuhaib@gmail.com)
۞ Associate Professor, Lahore College for Women University, Lahore. (farhatfcc27@gmail.com)
۞ Lecturer, Department of Shari'ah, Faculty of Arabic & Islamic Studies, AIOU, Islamabad. (tahiraifraq@aiou.edu.pk)

and security through the Charter of Madīnah and peace agreements with the surrounding tribes. However, despite the above-stated facts, Islam is often associated with terrorism in modern times. It is need of the hour to present a coherent Islamic narrative of peace that could defy these misreprestantions of Islam. This article is an attempt to present such a narrative of peace drawing upon the primary sources of Islam.

❁❁❁❁❁

پس منظر

دین اسلام تمام انسانوں کے مذہبی معاملات کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی صحیح رہ نمائی اور خدائی نظام کی دعوت دینے کا حکم دیتا ہے، تاکہ انسان کو دنیا میں امن و سکون حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی پر سکون زندگی نصیب ہو۔ جہاں تک اسلام کے بیانیۂ امن کا تعلق ہے تو اسلام کا مادہ 'س، ل، م' ہے جس کے معنی امن و سلامتی کے ہیں؛ جب کہ اصطلاحِ شرع میں اسلام وہ دین ہے جس میں سراسر امن و سلامتی ہو۔[۱] لفظ اسلام کا معنی امن و سلامتی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور پیروی بھی ہے۔ جب کہ لفظ امن خوف کی ضد ہے۔[۲] امن کے معنی نفس کے مطمئن ہونے کے ہیں۔[۳] یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اسلام رواداری، امن و سلامتی اور احترام انسانیت کا درس دیتا ہے۔ یہ دنیا کا واحد مذہب ہے جس نے پر امن بقاے باہمی کا درس دیا ہے۔ مکالمے اور دلیل کی بنیاد پر دین کی دعوت دینا اسلام کی خصوصیت ہے۔ اسلام دیگر مذاہب کے حوالے سے احترام کی تعلیم دیتا ہے اور تمام انبیاے کرام یہاں تک کہ تمام مذاہب کے علم برداروں کے ادب و احترام کا درس دیتا ہے۔ قرآن و سنت اور پیغمبر رحمت محمد ﷺ کی یہ تعلیمات امن و سلامتی کی ضامن اور انسانیت کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔

عصر حاضر میں غلط طور پر اسلام کو دہشت گردی سے جوڑنے کی وجہ سے اسلامی تعلیمات سے متعلق غیر حقیقی تاثرات پیدا ہوئے ہیں۔ ان تاثرات کی دو وجوہات ہیں: ایک تو یہ کہ مستشرقین اسلام سے لوگوں کو متنفر

۱- احمد بن فارس بن زکریا القزوینی، **معجم مقاییس اللغة** (بیروت: دار الفکر، ۱۹۷۹)، ۳: ۹۰۔

۲- محمد بن مکرم ابن منظور الافریقی، **لسان العرب** (بیروت: دار إحیاء التراث العربي، ۱۹۸۸ء)، ۱۳: ۲۱۔

۳- راغب اصفہانی، **مفردات القرآن** (دمشق: دار القلم، س ن)، ۹۰۔

کرنا چاہتے ہیں۔ اور دوسرا یہ کہ لوگ اسلام کے امن کے تصور سے واقف نہیں ہیں۔ اس تاثر کی اگر کچھ حقیقت ہوتی تو اسے اس وقت سامنے آنا چاہیے تھا جب اسلام کے ماننے والوں نے زمین پر ایک تہلکہ برپا کر رکھا تھا اور اس وقت دنیا کو یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ شاید ان کے یہ فاتحانہ اقدامات کسی خون پرور تعلیم کا حصہ ہیں۔ مگر عجیب بات یہ ہے کہ ان کے خیالی پتلے میں اس وقت روح پھونکی گئی جب اسلام کی تلوار تو زنگ کھا چکی تھی مگر خود اس تاثر کے مصنف، یورپ کی تلوار بے گناہوں کے خون سے سرخ ہو رہی تھی اور اس نے دنیا کی کم زور قوموں کو نگلنا شروع کر دیا تھا۔[۴]

عصری صورت حال میں امن کا مسئلہ نہایت ہی اہم ہے۔ آج کل تباہی عام پھیلانے والے ہتھیار جو کہ عالمی طاقتوں نے تیار کر رکھے ہیں کرۂ ارض کو تباہ کر رہے ہیں۔ موجودہ دور میں عالم گیر طور پر تہذیبوں کے درمیان تصادم کو ایک حقیقت کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے جس سے کئی صدیوں کی امن قائم کرنے کی جدوجہد کا تقریباً خاتمہ ہو کر رہ گیا ہے۔[۵] کسی بھی ریاست یا شخص کو یہ حق نہیں کہ وہ دوسروں پر جبر کرے اور اسلام پہلا مذہب ہے جس نے اس طرز فکر و طرز عمل کو فتنہ قرار دیا اور اس فتنے کو قتل اور خون ریزی سے زیادہ بھیانک قرار دیا ہے۔

دنیا کے ہر ملک کی طرح اندرونی اور بیرونی امن کا قیام پاکستان کی اولین ترجیح ہے۔ جس کے باعث معاشرے کے ہر فرد کو سماجی و معاشی مساوات اور سیاسی حقوق و فرائض میں تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ تاہم اندرونی انتشار اور بیرونی عناصر کی کارروائیوں کی وجہ سے پاکستان کو امن و سکون حاصل نہیں ہو سکا۔ خاص طور پر بلوچستان، خیبر پختونخواہ اور کراچی ان قوتوں کا ہدف ہیں۔ اس کی وجہ سی پیک ہے۔ کچھ عالمی طاقتیں اس کی تکمیل میں رکاوٹ کی قائل ہیں، کیوں کہ وہ پاکستان کو زیر دست رکھنا چاہتی ہیں۔ اس طرح بھارت، اسرائیل اور امریکہ کے اتحاد ثلاثہ سے کون واقف نہیں اور ساتھ ہی یہ امر بھی پوشیدہ نہیں کہ بھارت افغانستان میں بیٹھ کر ہمارے چند گم راہ عناصر کے ذریعے پاکستان میں بدامنی پھیلا رہا ہے۔ اسی طرح پی۔ ٹی۔ ایم قندھار اور جلال آباد کے بھارتی قونصل خانوں کے ذریعے بھارتی خفیہ ایجنسی 'را' اور افغان ایجنسی "این ڈی ایس" مل کر کام کرتی ہیں۔ ملک کے معروضی حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ قوم کے تمام طبقات ایک صفحے پر ہوں اور اندرونی استحکام کو یقینی بنائیں۔

اندرونی استحکام کو یقینی بنانے اور پاکستان میں مختلف سماجی اکائیوں کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ قوم ایک متحدہ قومی بیانیے پر متفق ہو۔

۴۔ سید ابو الاعلیٰ مودودی، **الجہاد فی الاسلام** (دہلی: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، ۲۰۰۷ء)، ۱۵۔

5– For Details See: Samuel, P. Huntington, *The Clash of Civilization and the Remaking of World Order* (New York: Simon Schuster, 1997).

۲–بیانیہ کی تعریف اور قرآن وسنت کی روشنی میں اس کی اہمیت

بیانیہ کی تعریف

اسلام کے بیانیۂ امن پر تفصیل سے بات کرنے سے پہلے بیانیے کا معنی ومفہوم سمجھنا ضروری ہے۔ بیانیہ کا لفظ "بیان" سے ماخوذ ہے۔ یہ لفظ وضاحت کرنے کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ بیان سے مراد دلیل سے واضح کرنا ہے۔ یعنی ایسے الفاظ جو کسی بھی تصور کو اس طرح واضح کر دیں کہ اس میں کوئی اشکال باقی نہ رہے۔ (۶)

قرآن مجید میں لفظ بیان کا استعمال کچھ اس طرح ہوا ہے۔ ﴿عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ (۷) ((اللہ) اسی نے اس کو بولنا سکھایا)۔

احادیث میں بھی بیان کا لفظ ملتا ہے۔ جیسا کہ مشہور حدیث ہے کہ "فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنَ البَيَانِ لَسِحْرًا، أَوْ: إِنَّ بَعْضَ البَيَانِ لَسِحْر" (تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بعض تقریریں بھی جادو بھری ہوتی ہیں یا یہ فرمایا کہ بعض تقریریں جادو ہوتی ہیں۔) (۸)

بیانیہ کا لغوی مفہوم واضح، صاف اور روشن ہے، جب کہ اصطلاح میں اس سے مراد واقعات کو یکے بعد دیگرے ترتیب کے ساتھ داستان کی صورت میں پیش کرنا ہے۔ بیانیہ وہ طاقت ور وسیلہ ہے جس کے ذریعے واقعات کی تفاصیل کو ایک خاص نقطۂ نظر سے اس طریقے سے پیش کیا جاتا ہے کہ سننے والا اس حد تک متاثر ہو کہ بیان کرنے والے کے مؤقف ہی کو حتمی سمجھے۔ (۹)

امن کے اسلامی بیانیے کی ضرورت واہمیت قرآن وسنت کی روشنی میں

کسی بھی معاشرے کے لوگ تب ہی ترقی کر سکتے ہیں جب کہ وہ پر امن ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے

۶– ابن منظور، **لسان العرب**، ا: ۵۶۱۔

۷– القرآن، ۵۵: ۴۔

۸– ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الطب، باب إن من البیان سحراً (بیروت: دار ابن کثیر، ۱۹۹۰ء)، رقم: ۵۷۶۷۔

۹– پروفیسر ڈاکٹر محمد ضیاء الحق نے تفصیل کے ساتھ بیانیے کے مفاہیم کی وضاحت کی ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: محمد ضیاء الحق، "قومی بیانیہ: تصور اور لائحہ عمل" **فکر و نظر**، اسلام آباد، ۵۷: ۱– ۲ (جولائی–دسمبر ۲۰۱۹ء)، ۲۶۲– ۲۷۶۔

اللہ سے دعا کرتے ہوئے سب سے پہلے امن ہی مانگا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا﴾ (۱۰) (اے میرے رب! اس شہر کو امن والا کر دے)۔ اسلام میں سب سے پہلے نفوس انسانی کی قدر و قیمت کو بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے کہ ﴿اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ﴾ (۱۱) (جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے کے بغیر یا زمین میں فساد (روکنے) کے علاوہ قتل کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا، اور جس نے کسی کو زندگی بخشی اس نے گویا تمام انسانوں کی زندگی بخشی۔)

اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے فساد فی الارض کی شدید مذمت کی ہے: ﴿وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِی الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ﴾ (۱۲) (اور جب اسے اقتدار حاصل ہوتا ہے تو زمین میں اس کی ساری کوشش اس لیے ہوتی ہے کہ فساد پھیلائے۔ کھیتوں کو غارت کرے اور نسل انسانی کو تباہ کرے۔ حالاں کہ اللہ فساد کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔)

قرآن کے بیانیۂ امن میں مثبت اقدار کا فروغ اور منفی اقدار کی بیخ کنی شامل ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۞ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۞﴾ (۱۳)

(اے ایمان والو! ایک قوم دوسری قوم سے مذاق نہ کرے عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے ٹھٹھا کریں کچھ بعید نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور ایک دوسرے کو طعنہ نہ دو اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو، فسق کے نام لینے ایمان لانے کے بعد بہت برے ہیں، اور جو باز نہ آئیں سو وہی ظالم ہیں۔ اے ایمان والو! بہت سی

۱۰۔ القرآن، ۲: ۱۲۶۔

۱۱۔ القرآن، ۵: ۳۲۔

۱۲۔ القرآن، ۲: ۲۰۵؛ ناصر رضا کاظمی، ”دہشت گردی کی مذمت: قرآن حکیم کا ”بیانیہ“ کافی ہے“، **نوائے وقت**، لاہور، ۱۷/مارچ ۲۰۱۷ء۔

۱۳۔ القرآن، ۴۹: ۱۱۔

بدگمانیوں سے بچتے رہو، کیوں کہ بعض گمان تو گناہ ہیں، اور ٹٹول بھی نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی سے غیبت کیا کرے، کیا تم میں سے کوئی پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے سو اس کو تو تم ناپسند کرتے ہو، اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا نہایت رحم والا ہے۔)

جھوٹ، بدگمانی، تجسس، غیبت، چغل خوری اور ایک دوسرے کا مذاق اڑانا وغیرہ تمام منفی اقدار ہیں۔ جن سے لوگوں کے درمیان نفرت و عداوت پیدا ہوتی ہے۔ یہی نفرت و عداوت انتشار، انتہا پسندی، نفرت انگیزی کے اسباب کو جنم دیتی ہے۔ قرآن میں مثبت اقدار اور امن کے بیانیے کے فروغ کے لیے تقوی کے حصول کی اہمیت واضح ہے۔ جیسا کہ آیت قرآنی ہے کہ ﴿یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ﴾[۱۴] (اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا۔)

قرآن کی مختلف سورتوں میں اللہ تعالیٰ نے امن کے بیانیے اور اپنی نعمتوں کا ذکر کیا ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: ﴿وَقَالُوْۤا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا یُّجْبٰۤى اِلَیْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَیْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ﴾[۱۵] (اور کہتے ہیں اگر ہم تیرے ساتھ ہدایت پر چلیں تو اپنے ملک سے اچک لیے جائیں، کیا ہم نے انھیں حرم میں جگہ نہیں دی جو امن کا مقام ہے جہاں ہر قسم کے میووں کا رزق ہماری طرف سے پہنچایا جاتا ہے، لیکن اکثر ان میں سے نہیں جانتے۔)

اسلام کا بیانیہ یہ ہے کہ دنیا میں امن قائم ہو۔ جیسا کہ اسلام کے معنی ہی امن و سلامتی کے ہیں۔ لہٰذا قرآن مجید میں آتا ہے: ﴿وَاللّٰهُ یَدْعُوْۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ﴾[۱۶] (اور اللہ امن و سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے۔)

اسلام نے مومنوں کو یہ حکم دیا ہے کہ جب آپس میں ملو تو ایک دوسرے کے لیے "السلام علیکم" (تم پر سلامتی ہو) کے الفاظ کا استعمال کرو۔

ہر وہ فعل جو امن و سلامتی کے خلاف ہو، فساد ہے۔ قرآن نے جرائم پیشہ افراد کو سخت سزاؤں کا مرتکب قرار دیا ہے۔ اسی طرح قرآن میں بے گناہ انسانوں کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے۔ رب کائنات نے انسانیت کو رزق پہنچانے کا وعدہ اپنے ذمے لیا ہے۔ اسلام نے دوسروں کے ناحق قتل کو جرم قرار دینے کے ساتھ ساتھ خودکشی سے بھی منع فرمایا ہے۔ اسی طرح دوسروں کے ناحق قتل کو حرام کرتے ہوئے قصاص کو بھی لازم قرار

۱۴۔ القرآن، ۴: ۱۔

۱۵۔ القرآن، ۲۸: ۵۷۔

۱۶۔ القرآن، ۱۰: ۲۵۔

دیا ہے۔

قرآن مجید میں ظالم کو ظلم سے باز رہنے اور مظلوم کی مدد کو ضروری قرار دیا گیا ہے تا کہ امن کا خوش گوار ماحول قائم ہو سکے۔[۱۷] اسی طرح اسلام میں غیر مسلموں، یہودی اور عیسائی اور دیگر مذاہب کے پیروکاروں کو بھی امن میں برابر کا حق دار قرار دیا ہے۔[۱۸] قرآن ایفاے عہد[۱۹] ناپ تول صحیح رکھنے، ناحق مال کمانے سے روکنے، دوسروں کی عزت و آبرو کی حفاظت، مذہبی دل آزاری سے تحفظ کا حق اور امن و سلامتی کے فروغ کا داعی ہے۔ جب تک معاشرے میں عدل و انصاف اور مساوات نہ ہو تو بدامنی عام ہو گی۔ قرآن اوامر و نواہی کی بنا پر ہر شخص کو حقیقی آزادی کا تحفظ دیتا ہے۔ [۲۰]

اسلام امن کا بیانیہ پیش کرتے ہوئے سب سے زیادہ معاشرتی امن پر زور دیتا ہے۔ معاشرے کی بنیادی اکائی خاندان ہے اور خاندانی رشتے کو مضبوط بنانے کے لیے اسلام ایک دوسرے کے حقوق اور ان کی ادائی پر زور دیتا ہے۔[۲۱] اسلام اہل خانہ کے ساتھ اچھے سلوک کرنے کے ساتھ ساتھ پڑوسی کے ساتھ بھی امن کا درس دیتا ہے[۲۲] اسلام نے پڑوسی کو بہت وسعت دی ہے جس میں رشتہ دار پڑوسی غیر رشتہ دار پڑوسی اور ہم سفر ساتھی سب داخل ہیں۔ قرآن میں ارشاد ہے: ﴿وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾[۲۳] (اسلام رشتہ داروں کے ساتھ بھی بہتر تعلقات قائم رکھنے کا حکم دیتا ہے جسے صلہ رحمی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح قطع رحمی فاسقوں کا فعل قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے: ﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ

۱۷- القرآن، ۲۲: ۳۹۔

۱۸- القرآن، ۲۲: ۴۰۔

۱۹- القرآن، ۱۷: ۳۴۔

۲۰- القرآن، ۶: ۱۰۸؛ *ابن جریر الطبری*، **جامع البیان عن تأویل آي القرآن** (بیروت: مؤسسة الرسالة، ۲۰۰۲ء)، ۲۰: ۴۱؛ القرآن، ۲۹: ۴۵۔

۲۱- القرآن، ۲: ۲۲۸۔

۲۲- *محمد بن اسماعیل البخاری*، **الجامع الصحیح**، کتاب الأدب، باب إثم من لا یأمن جاره بوایقه، رقم: ۶۰۱۶۔

۲۳- القرآن، ۴: ۳۶۔

الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا﴾ [۲۴](اور تیرا رب فیصلہ کر چکا ہے اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو، اور اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انھیں اف بھی نہ کہو اور نہ انھیں جھڑکو اور ان سے ادب سے بات کرو۔)

﴿الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾ [۲۵](جو اللہ کے عہد کو پختہ کرنے کے بعد توڑتے ہیں اور جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اسے توڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے ہیں، وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔)

گھر، پڑوسی اور رشتے داروں کے امن کے بعد اسلام باہر کے معاشرے کو پر امن بنانے کی طرف توجہ دیتا ہے۔ اس کے لیے اسلام ہر صاحب استطاعت فرد پر لازم کرتا ہے کہ وہ مستحقین کی مدد کریں اور ان کی ضروریات زندگی کو پورا کریں۔ اصل میں اسلام عام و خاص میں امن اور بھائی چارے کی تلقین کرتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ﴾ [۲۶] (بے شک مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں سو اپنے بھائیوں میں صلح کرادو۔) معاشرتی امن کے لیے اسلام عفو و درگزر کی تلقین بھی کرتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے: ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ﴾ [۲۷](درگزر کر اور نیکی کا حکم دے اور جاہلوں سے الگ رہ۔)

معاشرے میں شر پسندی کے خاتمے کے لیے اسلام امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا درس دیتا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ [۲۸](تم سب امتوں میں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لیے بھیجی گئی ہیں اچھے کاموں کا حکم کرتے رہو اور برے کاموں سے روکتے رہو۔)

سنت رسول ﷺ اور امن کا اسلامی بیانیہ

آپ ﷺ نے بیانیۂ امن کی تکمیل کے لیے مثبت اخلاقی اقدار کے فروغ پر زور دیا ہے۔ آپ ﷺ کی

۲۴- القرآن، ۱۷: ۲۳۔

۲۵- القرآن، ۲: ۲۷۔

۲۶- القرآن، ۴۹: ۱۰۔

۲۷- القرآن، ۷: ۱۹۹۔

۲۸- القرآن، ۳: ۱۱۰۔

تعلیمات کے مطابق ہر مومن امن کا داعی ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما "عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ.»"[۲۹] (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔)

نبی کریم ﷺ نے قومیت اور وطنیت پرستی کا خاتمہ اور عالم گیر معاشرتی نظام پیش کیا جس میں آپ ﷺ نے معاشرے میں مساوات کو فروغ دے کر تمام مسائل اور امتیاز کے حل کے لیے تقویٰ کو اصل قرار دیا آپ ﷺ نے فرمایا: "لافضل لعربي على عجمي، ولا لعجمي على عربي، ولا أحمر على أسود ولا أسود على أحمر إلا بالتقوى."[۳۰] (اسلامی نظام معاشرت عملی طور پر نظام عدل پر مبنی ہے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فریضے کا اطلاق ہر مسلمان پر ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ اخلاق حسنہ کو فروغ دینا بھی ضروری ہے۔ تاکہ اسلام کے بیانیۂ امن کے مطابق حقیقی اسلامی معاشرہ قائم کی جاسکے۔) آپ ﷺ نے فرمایا کہ "الأمن والعافية نعمتان مغبون فيها كثير من الناس."[۳۱] (امن و عافیت دونوں ایسی نعمتیں ہیں کہ بہت سے لوگ اس سے دھوکے میں ہیں۔)

آپ ﷺ کی شخصیت بچپن سے پر امن تھی۔ آپ نبی کریم ﷺ اپنے اخلاق حسنہ کی وجہ سے مشہور تھے۔ نبی کریم ﷺ کی مکی اور **مدنی زندگی کے چند اہم واقعات امن کی عملی مثال ہیں۔**

ظہور اسلام سے پہلے حرب فجار ان مہینوں میں لڑی گئی جن میں جنگ کرنا حرام ہے۔ اس میں آپ ﷺ نے بھی شرکت فرمائی مگر کسی پر ہتھیار نہیں چلائے۔ اس سے آپ ﷺ کی امن پسندی معلوم ہوتی ہے۔[۳۲]

۲۹۔ البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب الإیمان، باب : المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده، ۱: ۱۱، رقم: ۱۰۔

۳۰۔ ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل، **مسند الإمام أحمد بن حنبل**، ت: شعیب الارنؤوط و آخرون (بیروت: مؤسسة الرسالة، ۲۰۰۱ء)، ۳۸: ۴۷۴، رقم: ۲۳۴۸۹۔

۳۱۔ سلیمان بن احمد الطبرانی، **المعجم الأوسط** (قاہرہ: دار الحرمین، ۱۹۹۵ء)، ۱: ۱۹۸، رقم: ۶۳۱۔

۳۲۔ عبدالملک ابن ہشام، **السیرة النبویة** (مصر: مصطفى البابي والحلبي و أولاده، ۱۹۵۵ء)، ۱: ۱۶۵۔

محمد ﷺ کی مکی زندگی میں جب معاہدۂ حلف الفضول ہوا۔ اس معاہدے میں تمام شرکاے بنو تمیم کے سردار عبداللہ بن جدعان کے گھر جمع ہوئے اور معاہدہ کیا کہ آج کے بعد مکہ میں کسی طرح کا ظلم برداشت نہیں کیا جائے گا۔

"فتعاقدوا و تعاهدوا بالله ليكونن يدا واحدة مع المظلوم على الظالم حتى يؤدي إليه حقّه ما بلّ بحر صوفة ومارسىٰ ثبير وحراء ومكنهما."[۳۳] (انھوں نے باہم عہد و پیمان کیا کہ اللہ کی قسم ہم سب ظالم کے خلاف مظلوم کی حمایت میں ایک ہاتھ بن کر اٹھیں گے یہاں تک کہ مظلوم کو اس کا حق مل جائے، ہمارا یہ عہد اس وقت تک باقی رہے گا جب تک سمندر گھونگھوں کو بھگوتا رہے اور ثبیر اور حرا نامی پہاڑ اپنی جگہ قائم رہیں۔)

اس امن کے معاہدے میں آپ ﷺ نے بنفس نفیس شرکت کی۔

نبوت سے قبل جب آپ ﷺ کی عمر ۳۵ سال تھی تو خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر حلال ذرائع سے کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ جب خانۂ کعبہ کی عمارت حجر اسود تک پہنچی تو قریش میں حجر اسود کی تنصیب سے متعلق جھگڑا ہو گیا۔ اس جھگڑے کو ختم کرنے کے لیے ابو امیہ بن مغیرہ نے تجویز دی کہ تم اس شخص کو حکم مان لو جو کل صبح سے سب سے پہلے مسجد میں داخل ہو۔[۳۴] سب لوگوں نے یہ تجویز مان لی۔ اللہ کی مرضی سے آپ ﷺ سب سے پہلے مسجد حرام میں داخل ہوئے لوگ آپ کو دیکھتے ہی پکار اٹھے۔

"هَذا مُحَمَّدٌ هَذا الأَمِيْنُ رَضِيْنَا هَذا مُحَمَّدٌ الأَمِيْنُ."[۳۵] (یعنی یہ محمد امین شخص ہیں، ہم ان سے خوش ہیں، یہ امین ہیں۔)

جب آپ ﷺ کو معاملے اور اس کے حل کے بارے میں آگاہ کیا گیا تو آپ ﷺ نے ایک چادر منگوائی جس میں اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو رکھا اور سرداران قریش سے کہا کہ تم لوگ اس چادر کو کناروں سے پکڑ کر حجر اسود کے مقام تک لے چلو پھر آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے حجر اسود کو مقررہ جگہ نصب کر دیا۔ اس عمدہ فیصلے سے تمام اختلافات احسن طریقے سے ختم ہو گئے۔

۳۳۔ ابو الفداء اسماعیل بن عمر ابن کثیر، **البداية والنهاية** (بیروت: دار إحياء التراث، ۱۹۸۸ء)، ۲: ۳۶۵۔

۳۴۔ ابن الاثیر الجزری، **الكامل في التاريخ** (بیروت: دار إحياء التراث العربي، ۱۹۶۵ء)، ۱: ۵۷۱۔

۳۵۔ ابن ہشام، **السيرة النبوية**، ۱: ۱۹۷۔

آپ ﷺ نے مدینہ آکر انصار و مہاجرین کے درمیان مواخات مدینہ قائم کیا جس کی تاریخ میں نظیر نہیں ملتی۔ اس کے ساتھ ساتھ میثاق مدینہ اور غزوات میں دشمنوں کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ غرض یہ کہ آپ ﷺ نے خاندان کے ہر فرد کے ساتھ ساتھ معاشرے کے امن کا بیانیہ عملی صورت میں پیش کیا۔

معاہدۂ حدیبیہ حضور ﷺ کی طویل المیعاد حکمت عملی کے حق میں تھا۔ آپ ﷺ نے علی بن ابی طالب سے یہ صلح نامہ لکھوایا، صلح حدیبیہ تک مسلمان انتہائی طاقت ور ہو چکے تھے مگر یہ یاد رہے کہ اس وقت مسلمان جنگ کی تیاری کے ساتھ نہیں آئے تھے۔ اسی لیے بعض لوگ چاہتے تھے کہ جنگ ضرور ہو۔ خود مسلمانوں میں ایسے لوگ تھے جن کو معاہدے کی شرائط پسند نہیں تھیں، مثلاً اگر کوئی مسلمان مکہ کے لوگوں کے پاس چلا جائے تو اسے واپس نہیں کیا جائے گا مگر کوئی مشرک مسلمان ہو کر اپنے بزرگوں کی اجازت کے بغیر مدینہ چلا جائے تو اسے واپس کیا جائے گا۔ مگر حضور ﷺ کی دانش مندی سے صلح کا معاہدہ ہو گیا۔ اس معاہدے کے بہت سود مند اثرات بر آمد ہوئے۔

فتح مکہ کے تاریخی دن جب مسلمان مکہ میں داخل ہونے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "الیوم یوم المرحمة." [۳۶] (آج رحمت کے عام کرنے کا دن ہے۔) اس کے بعد آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہونے کے بعد اپنے مخالفین سے پوچھا کہ بتاؤ میں تمھارے ساتھ کیا سلوک کروں گا تو انھوں نے کہا کہ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے خطاکار بھائیوں کے ساتھ برتاؤ کیا تھا آپ ﷺ نے وہی جملہ ارشاد فرمایا جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا تھا کہ "لا تثریب علیکم الیوم اذهبوا فأنتم الطلقاء." [۳۷] (یعنی تم سے آج کوئی پوچھ گچھ نہیں ہو گی تم سب آزاد ہو۔) اس کے بعد آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ "من دخل دارأبي سفيان فهو آمن ومن أغلق بابه فهو آمن." [۳۸]

دنیا میں امن و سلامتی کا بیانیہ سیرت طیبہ ﷺ سے ملتا ہے جس کا اعتراف مستشرقین بھی کرتے ہیں۔

۳۶- ابن سید الناس، **عیون الأثر في فنون المغازي و الشمائل و السیر** (بیروت: دار القلم، ۱۹۹۳ء)، ۲: ۲۲۱۔

۳۷- ابو بکر احمد بن حسین البیہقی، **کتاب السنن الکبری** (دکن حیدر آباد: مجلس دائرۃ المعارف العثمانیۃ، ۱۳۴۶ھ)، ۹: ۱۱۸۔

۳۸- سلیمان بن اشعث ابو داود، **سنن أبي داود،** كتاب الخراج والإمارة والفيئ، باب ما جاء في خبر مكة (بیروت: المكتبة العصرية، س ن)، رقم: ۳۰۲۱۔

جس مغربی تہذیب نے مادیت پرستی کے مقاصد کے تحت بیس کروڑ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا انھیں محمد ﷺ پر الزام نہیں لگانا چاہیے کہ وہ جنگ کو امن پر فوقیت دیتے تھے۔ امن کے بیانیے کا یہ ایک معجزہ تھا جو محمد ﷺ نے عملی طور پر کیا۔[۳۹]

خطبہ حجتہ الوداع میں آپ ﷺ نے امن کا منشور بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا: ”فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ، قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ: وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ.“[۴۰] (کہ آپ ﷺ نے یوں فرمایا، تمھارے خون اور تمھارے مال، محمد کہتے ہیں کہ میرے خیال میں آپ ﷺ نے وَأَعْرَاضَكُمْ کا لفظ بھی فرمایا۔ (یعنی) اور تمھاری آبروئیں تم پر حرام ہیں۔ جس طرح آج کے دن کی حرمت تمھارے اس مہینے میں۔ سن لو! یہ خبر حاضر غائب کو پہنچادے۔)

اسلام کا بیانیۂ امن خلفاے راشدین کے دور میں

اسلام کے بیانیۂ امن کا خلفاے راشدین نے معاشرے پر اطلاق کرکے حقیقی اسلامی اقدار کو فروغ دیا۔

مدینہ ہجرت کے بعد ۲ھ ہجری میں جب غزوۂ بدر ہوا تو اس غزوے میں مشرکین کے ستر آدمی قیدی بنالیے گئے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس بارے میں مشورہ کیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو انھیں معاف کرنے کی راے دی، تاکہ امن کے اسلامی بیانیہ کو فروغ دیا جاسکے۔ لہٰذا ان سے فدیہ لیا گیا اور جو فدیہ کی استطاعت نہ رکھتے تھے ان کو بغیر فدیہ رہا کیا گیا۔[۴۱]

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں جو ممالک فتح ہوتے وہاں غیر مسلم آبادی کے حقوق کا مکمل لحاظ رکھا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو شام بھیجتے ہوئے جو احکامات صادر فرمائے ان میں آپ نے یہ بھی حکم دیا: ”لا تقتلن امرأةً، ولا صبيًّا، ولا كبيرًا هَرِمًا، ولا تقطعن شجَرًا مُثمرًا، ولا تُخَرِّبُنَّ

39– Karen Armstrong, *Muhammad: A Prophet for Our Time* (New York: HarperCollins, 2006), 201.

۴۰– البخاری، **الجامع الصحيح**، كتاب العلم، باب قول النبي ﷺ رب مبلغ أوعى من سامع، رقم: ۶۷۔

۴۱– ابن کثیر اسماعیل بن عمر، **السيرة النبوية** (بیروت: دار المعرفة للطباعة والنشر و التوزيع، ۱۳۹۵ھ)، ۲: ۴۵۷۔

عامرًا، ولا تَعقرنَّ شاةً ولا بقرة إلَّا لمأكلة." (۴۲) (کسی عورت کو قتل نہ کرنا، نہ کسی بچے کو اور نہ بوڑھے کو۔ کسی پھل دار درخت کو نہ کاٹنا، نہ آبادیوں کو خراب کرنا، نہ بکریوں اور بیلوں کو ذبح کرنا سوائے کھانے کے۔)

عہد فاروقی میں بھی اسلام کے بیانیۂ امن کے اطلاق پر کافی زور دیا گیا۔ اس کا اعتراف مشہور مستشرق منٹگمری واٹ نے بھی کیا ہے۔ عیسائی، عرب مسلم حکم رانوں کے دور اقتدار میں بہ طور غیر مسلم شہری اپنے آپ کو یونانی بازنطینی حکم رانوں کی رعیت میں رہنے سے زیادہ محفوظ اور بہتر سمجھتے تھے۔ (۴۳)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں غیر مسلم شہریوں سے حسن سلوک کا یہ عالم تھا کہ کم زور، معذور اور بوڑھے غیر مسلم شہریوں کا نہ صرف ٹیکس معاف کر دیا جاتا تھا بلکہ بیت المال سے ان کی اور ان کے اہل و عیال کی کفالت بھی کی جاتی تھی۔ (۴۴)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے معاہدات میں سے بیت المقدس کا ایک معاہدہ بہت مشہور ہے۔ جو خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ میں لکھا گیا۔ (۴۵) اور جب گیارھویں صدی عیسوی میں اسی بیت المقدس پر جب عیسائیوں نے حملہ کیا تو مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیے۔ اسلامی تعلیمات منفی اقدار کی ہمیشہ حوصلہ شکنی کرتی ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں مصر کے گورنر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے ایک قبطی کو ناحق کوڑے سے مارا تھا۔ اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گورنر عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور اس کے بیٹے کو بلوایا اور جرم ثابت ہونے پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوڑا قبطی کے ہاتھ میں دے کر اسے کہا: شریف زادے کو اتنے کوڑے لگاؤ جتنے اس نے تمھیں مارے تھے اور پھر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: "متى استعبدتم الناس وقد ولدتهم أمهاتهم أحرارًا." (۴۶) (کب سے تم نے لوگون کو

۴۲- علاء الدین المتقی الہندی، **كنز العمال في سنن الأقوال و الأفعال** (بیروت: دار الكتب العلمية، ۱۴۱۹ھ)، ۴: ۴۷۵، رقم: ۱۱۴۱۱۔

43- Montgomery Watt, *Islamic Political Thought: The Basic Concepts* (Edinburgh: Edinburgh University Press, 1998), 51.

۴۴- ابو القاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ ابن عساکر، **تاریخ ابن عساکر** (بیروت: دار الفكر للطباعة و النشر و التوزيع، س ن)، ۲۷: ۳۳۴۔

۴۵- محمد بن جریر الطبری، **تاريخ الرسل و الملوك** (بیروت: دار التراث، ۱۳۸۷ھ)، ۲۹: ۵۰۲۔

۴۶- ابو القاسم عبد الرحمان بن عبد اللہ المصری، **فتوح مصر و أخبارها** (بیروت: دار الفکر، ۱۹۹۶ء)، ۱۸۳۔

غلام بنانا شروع کیا ہے جب کہ ان کی ماؤں نے انھیں آزاد پیدا کیا ہے۔)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور امن و امان کی بحالی میں اہم ہے۔ مختلف اقوام کے ساتھ رواداری، داخلی و خارجی سلامتی کے امور اور ترقی وخوش حالی میں آپ رضی اللہ عنہ کا دور مثالی تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دور میں نجران کے عیسائیوں کو کچھ مسلمانوں سے شکایت پیدا ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً ان کی طرف توجہ کی۔ (۴۷)

اگرچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دور خلفشار و انتشار کا شکار رہا اور مختلف ہنگاموں کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرصت نہ مل سکی مگر اس کے باوجود غیر مسلم اقلیتوں کی سلامتی کے بارے کسی کو بات کرنے کی گنجائش نہ تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مسلمان کو پکڑ کر لایا گیا جس نے ایک غیر مسلم کو قتل کیا تھا اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "من كان له ذمتنا فدمه، كدمنا، و ديته، كديتنا."(۴۸) (جو ہماری غیر مسلم رعایا میں سے ہے اس کا خون اور ہمارا خون برابر ہیں اور اس کی دیت بھی ہماری دیت کی طرح ہے۔)

امن کا اسلامی بیانیہ اور بعد کے ادوار کے مسلمان حکم رانوں کا تعامل

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاے راشدین کے اسوۂ مبارکہ کی طرح بیانیۂ اسلام کا عملی نفاذ کیا۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ آپ نے ایک گورنر کو اس مسلمان کے بارے میں لکھا جس نے کسی معاہد کو قتل کیا تھا۔ آپ نے اسے حکم دیا کہ اس مسلمان کو مقتول کے ولی کے حوالے کر دیا جائے، اگر ولی چاہے تو اسے قتل کر دے اور چاہے تو معاف کر دے۔ اس گورنر نے قاتل کو مقتول کے ولی کے حوالے کر دیا اور اسے سزا دی گئی۔ (۴۹)

۴۷۔ ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم، **کتاب الخراج** (قاہرہ: المكتبة الأزهرية للتراث، س ن)، ۲۷۴؛ محمد بن علی الشوکانی، **نيل الأوطار من أسرار منتقى الأخبار** (السعودیہ: الجمعية العلمية، ۲۰۱۵ء)، ۷: ۱۵۴۔

۴۸۔ احمد بن الحسین ابو بکر البیہقی، **السنن الکبری**، ت، عبد القادر عطا، کتاب الجراح، الروايات فيه عن علی رضی اللہ عنہ (بیروت: دار الکتب العلمیة، ۲۰۰۳ء)، ۸: ۶۲۔

۴۹۔ عبد الرزاق بن ہمام الصعنانی، **المصنف** (بیروت: منشورات المجلس العلمي، ۱۹۷۰ء)، ۱۰: ۱۰۱، رقم: ۱۸۵۷۸۔
عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ، قَالَ: شَهِدْتُ كِتَابَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَدِمَ إِلَى أَمِيرِ الْجَزِيرَةِ، أَوْ قَالَ: الْحِيرَةِ،؛ فِي رَجُلٍ مُسْلِمٍ قَتَلَ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ أَنِ ادْفَعْهُ إِلَى وَلِيِّهِ فَإِنْ شَاءَ قَتَلَهُ، وَإِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ، قَالَ: فَدُفِعَ إِلَيْهِ فَضَرَبَ عُنُقَهُ، وَأَنَا أَنْظُرُ.

انسانی زندگی کی حفاظت کے لیے اسلام نے امن کو اپنے بنیادی اصولوں میں شمار کیا ہے۔ اور اس کے اطلاق کے حدود و تعزیرات کا نفاذ کیا ہے؛ کیوں کہ معاشرے میں ایسے افراد بھی ہوتے ہیں جو دوسروں کو امن و سکون کی زندگی جینے نہیں دیتے۔ ایسے افراد کو قابو کرنا بھی ضروری ہوتا ہے تاکہ معاشرے کے تمام افراد امن و سکون کے ساتھ رہیں۔ جب آپ ﷺ نے کلمۂ توحید کو بلند کیا تو مشرکین مکہ نے مخالف ہو کر آپ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو بہت تنگ کیا۔ آپ ﷺ خود بھی صبر کرتے رہے اور صحابہ رضوان اللہ علیہم بھی صبر کی تلقین کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ آ گئے۔ لیکن مشرکین مکہ نے آپ ﷺ کو امن سے جینے نہیں دیا تو قرآن میں آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لڑنے کی اجازت دے دی گئی۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿أُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ ﴾ (۵۰)

الغرض مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہر اس شخص کے خلاف جہاد کرے جو تشدد سے اسلامی عقائد کے اطلاق کے لیے رکاوٹ بنے تاکہ تمام لوگ امن و سکون کی زندگی بسر کر سکیں۔ اس لڑائی کو جہاد کا نام دیا گیا ہے جس کے فلسفے میں معاشرتی امن پنہاں ہے۔

اسی طرح غیر مسلم اگر مسلم معاشرے کے امن کو خراب کرتے ہیں تو مسلمانوں کو یہ حکم ہے کہ جب جنگ ہو تو دشمنی کے صرف ان لوگوں کو قتل کر جو عملی طور پر جنگ میں حصہ لیتے ہیں۔ خواتین، بچے، بوڑھے، معذور اور مذہبی پیشواؤں کو قتل نہ کیا جائے۔ (۵۱)

اسلام نے جہاد کے ذریعے مال غنیمت اور خراج وغیرہ جمع کرنے کو مقصد نہیں بنایا بلکہ لوگوں کے دلوں میں اسلام کا عملی طور پر اطلاق کرنے کے لیے جہاد کو بیان کیا ہے۔ ایک مرتبہ حیان بن شرح رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ

إن حيان بن شريح عامل عمر بن عبد العزيز على مصر كتب إليه إن أهل الذمة قد أسرعوا في الإسلام وكسروا الجزية، فكتب إليه عمر : أما بعد فإن الله بعث محمدا داعيا ولم يبعثه جابيا. فإذا أتاک كتابي هذا فإن كان أهل الذمة أسرعوا في الإسلام و كسروا الجزية فاطو كتابک وأقبل. (۵۲)

(عامل مصر حیان بن شریح نے عمر بن عبد العزیز کو خط لکھا کہ: اہل ذمہ تیزی سے اسلام قبول کر رہے ہیں اور جزیہ دینا

۵۰- القرآن،۲۲: ۳۹۔

۵۱- مصطفی السباعی، **اسلام کا نظام امن و جنگ**، ترجمہ: مولانا عبد الحلیم فلاحی (دہلی: مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز، ۲۰۱۶ء)، ۴۱۔

۵۲- ابن سعد، **الطبقات الكبرىٰ** (بیروت: دار الصادر ،۱۹۶۸ء)،۵: ۳۸۴۔

چھوڑ دیا ہے۔ تو آپ نے اسے جواب میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو ہدایت دینے کے لیے بھیجا ہے مال وصول کرنے کے لیے نہیں جب تمھیں میرا یہ خط ملے تو جب اہل ذمہ اسلام قبول کرے اور جزیہ چھوڑ دے تو تم اپنا رجسٹر بند کر کے ان سے اسلام قبول کرو۔)

لہٰذا جہاد کا مقصد مال جمع کرنا نہیں بلکہ اعلاے کلمۃ اللہ ہے۔ ایک اور روایت ہے کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ربعی بن عامر کو ایران کی طرف بھیجا تو انھوں نے جنگ قادسیہ سے پہلے ایرانی قائد سے کہا کہ "فواللہ لإسلامکم أحب إلینا من غنائمکم."[۵۳] (اللہ کی قسم تمھارا مسلمان ہونا تمھارے اموال سے زیادہ نہیں ہے۔)

اسلام کا دہشت گردی اور تشدد و بربریت سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اسلام کا مطلب امن و سلامتی ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ اسلام کا مقصد معاشرے میں امن، سلامتی اور مساوات قائم کرنا ہے۔ موجودہ دور میں اسلام کو دہشت گردی کے ساتھ جوڑنے کی سر توڑ کوششیں کی جا رہی ہیں۔ اسلامی دہشت گردی کا تصور ۹/۱۱ کے سانحے کے بعد مغربی ذرائع ابلاغ نے عام کیا۔ جہاں اسلام کا سورج طلوع ہوا۔ وہ تشدد، جہالت اور غیر مہذب حرکات کا مرکز رہا ہے، جنگ و جدل کے سماں میں اخلاقی قدروں کا کہیں نام و نشان نہیں تھا۔ ان حالات کے درمیان سرکار دوعالم ﷺ نے معاشرے میں مختلف نوعیت کے امور کی ذمے داری سنبھالی۔ دین اسلام کا پہلا مقصد دنیا میں امن و سلامتی قائم کرنا ہے۔

عصر حاضر میں پوری دنیا میں اسلام کا ڈر اور خوف پیدا کر کے مسلمانوں کے خلاف جان بوجھ کر نفرت کو ابھارا جا رہا ہے جس کا مقصد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے کہ اپنی ذاتی حکم رانی کے ساتھ ساتھ اپنے اپنے ملکوں کے مفادات کو آگے بڑھایا جا سکے اور مسلمانوں کو پیچھے دھکیلا جا سکے۔ آج دنیا کے جس جس خطے میں بھی جنگ ہو رہی ہے وہاں عام طور پر مسلمانوں کا ہی خون بہہ رہا ہے جس کی بنیادی وجہ مسلمانوں کے دیرینہ مسائل خاص طور پر کشمیر اور فلسطین کا حل نہ ہونا ہے جن پر یا تو غاصب ممالک نے خود قبضہ کر رکھا ہے یا پھر عالمی طاقتوں کے ذریعے ان کے گماشتوں کا قبضہ ہے لیکن بد قسمتی سے ان حقائق کو تسلیم کرنے کے بجائے مزاحمت کرنے والے مسلمانوں کو ہی دہشت گرد قرار دے کر پوری دنیا میں اسلاموفوبیا کو پھیلایا جا رہا ہے؛ اس لیے اب وقت آگیا ہے کہ دنیا اسلاموفوبیا کے پرچار کے بجائے دنیا میں انصاف پسندی سے کام لے اور مسلمانوں کے حقوق کی پامالی کے بجائے انھیں ان کا حق خود ارادیت دے تا کہ اس دنیا کو پر امن بنا کر اسے رہنے کے قابل بنایا جا سکے۔

۵۳- الطبری، تاریخ الرسل والملوک، ۳: ۵۲۸۔

اسلام کے بیانیۂ امن کے فروغ میں ”پیغامِ پاکستان“ کا کردار

پاکستان کے قیام کا مقصد اسلامی تعلیمات کی بنیاد پر معاشرے کی تشکیل تھا لیکن بہ تدریج پاکستانی معاشرہ انتہا پسندی کی طرف مائل ہونے لگا۔ جب پاکستان کو افغان جہاد کے لیے کھولا گیا تو وہ اپنے ساتھ اپنے نظریات اور بیانیہ بھی لائے۔ پاکستانی معتدل بیانیے کی نئی انتہا پسندانہ تعبیر شروع ہوگئی جس کی وجہ سے انتہا پسندوں کو اپنے قدم جمانے کی جگہ ملی۔ رواداری، باہمی احترام اور برداشت کے جذبات پر مشتمل پاکستانی معاشرے کو انتہا پسندی، عدم رواداری اور تشدد کی طرف راغب کیا گیا[۵۴] اس وجہ سے یہ محسوس کیا جانے لگا کہ پاکستانی معاشرے کے لیے قرارداد مقاصد کے بعد نئے سرے سے ایسا نیا بیانیہ ترتیب دینے کی اشد ضرورت ہے جو نہ صرف قرآن و سنت اور دستور پاکستان کے مطابق ہو بلکہ وہ معاشرے میں بڑھتے ہوئے تشدد اور انتہا پسندی کو ختم کرنے میں بھی معاون ہو اس قسم کا ضابطہ عمل ہی قومی بیانیہ ہو سکتا ہے۔[۵۵] قیام پاکستان کی تجویز دینے والوں اور پاکستان کے ابتدائی سالوں میں بانیان پاکستان کو یہ احساس تھا کہ پاکستان کو فکر اسلامی کی تشکیل جدید کے مرکز کے طور پر ایک جدید اسلامی جمہوری ریاست بنایا جائے۔ اس لیے انھوں نے نہ صرف تشکیل جدید کا تصور پیش کیا بلکہ اس کی تعمیر کے لیے لائحۂ عمل بھی دیا۔[۵۶]

پاکستان کے سابقہ صدر ممنون حسین نے ۱۷/ اپریل ۲۰۱۷ کو بین الاقوامی یونی ورسٹی کے بورڈ آف ٹرسٹیز کے اجلاس میں یونی ورسٹی کو قومی بیانیہ تیار کرنے کے لیے کہا۔ یونی ورسٹی نے یہ ذمے ادارہ تحقیقات اسلامی کے سپرد کی۔ ادارے نے قومی بیانیے کی تیاری میں درج ذیل رہ نما اصول تیار کیے:

۱۔ قومی بیانیہ قرآن و سنت اور دستور پاکستان کے تقاضوں کے مطابق ہو۔

۲۔ قومی بیانیہ تمام مکاتب فکر کے لیے قابل قبول ہو۔

۳۔ سر زمین پاکستان سے انتہا پسندی، فرقہ واریت، تخریب کاری اور دہشت گردی کو ختم کیا

54– For details: Antul Lieven, *Pakistan: A Hard Country* (New York: Public Affairs, 2012).

۵۵– خورشید احمد ندیم، **سماج، ریاست اور مذہب: متبادل بیانیہ** (اسلام آباد: اقبال انسٹی ٹیوٹ فار ریسرچ اینڈ ڈائیلاگ، ۲۰۱۸ء)، ۶۱– ۶۳۔

56– Muhammad Iqbal, *The Reconstruction of Religious Thought in Islam* (Lahore: Iqbal Academy, 2015), 116;

محمد ضیاء الحق، ”قومی بیانیہ“، ۲۶۱– ۲۶۲۔

جائے۔

۴۔ قومی بیانیہ پاکستانی معاشرے کی تشکیل جدید کے لیے لائحۂ عمل تیار کر سکے وغیرہ۔

انھی اصولوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ادارہ تحقیقات اسلامی نے قومی بیانیہ **پیغام پاکستان** کی تیاری میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ **پیغام پاکستان** نے اسلام کے بیانیۂ امن کا اطلاق کرتے ہوئے تمام علما، مکاتب فکر کے مشاہیر واساتذہ، خواتین، نوجوانوں اور ہنر مند افراد کو ایک بیانیہ پر متفق کیا۔[۵۷]

عصر حاضر میں اندرونی و بیرونی مسائل حل کرنے کے لیے **پیغام پاکستان** ریاست پاکستان کا وہ بیانیہ ہے جس کی ۷۳ر سالہ تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ یہ بیانیہ نہ صرف عالم اسلام بلکہ اقوام عالم کے لیے نظم اجتماعی اور امن عامہ کی ضمانت دیتا ہے۔ یہ بیانیہ اسلامی یونی ورسٹی اسلام آباد کی سربراہی میں تمام مکاتب فکر کے علما و مفتیان کرام بشمول یونی ورسٹیوں کے اسلامی محققین، اسلامی نظریاتی کونسل، اسمبلی اور سینٹ کے ارکان، صدر پاکستان، وزیر اعظم پاکستان، چیف جسٹس آف پاکستان سمیت تمام طبقات کی موجودگی میں پیش کیا گیا۔ اس بیانیے پر عمل پیرا ہونے سے شدت پسندانہ جذبات کا خاتمہ ہو گا اور بین المذاہب ہم آہنگی اور قیام امن میں غیر معمولی مدد ملے گی۔[۵۸]

اسی طرح جمہوریہ کروشیا کے گرینڈ مفتی عزیز مسنوبک نے ۱۱ر اکتوبر ۲۰۱۸ء کو **پیغام پاکستان** کی توثیق کی جب کہ اسی دن جناب ڈاکٹر علی ارباز، صدر مذہبی امور جمہوریہ ترکی نے بھی **پیغام پاکستان** کی توثیق کی۔[۵۹]

پیغام پاکستان کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی شیخ الازہر نے نہ صرف توثیق کی بلکہ اس کا عربی ترجمہ بھی کروایا۔ پاکستان کے کئی علما **پیغام پاکستان** کو ۱۹۷۳ء کے آئین کے بعد ایک متفقہ دستاویز کی حیثیت دے چکے ہیں۔ صدر پاکستان نے پیغام پاکستان کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے تحریر کیا:

میں یہ سمجھتا ہوں کہ انتہا پسندی کے خاتمے اور اسلام کی زریں اصولوں کی روشنی میں ایک معتدل اسلامی معاشرے کے استحکام کے لیے یہ فتویٰ ایک مثبت بنیاد فراہم کرتا ہے اور قومی بیانیے کی تشکیل میں اس سے رہ نمائی بھی حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس جرأت مندانہ علمی کاوش پر میں بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی اور اس کے ذمہ داران کو دلی مبارک باد پیش کرتا

۵۷۔ **روزنامہ جنگ**، ۱۸ر اپریل ۲۰۱۷ء۔

۵۸۔ انور غازی، ”بین المذاہب ہم آہنگی اور دنیا میں قیام امن“، **روزنامہ جنگ**، ۱۰ر مارچ، ۲۰۲۰ء۔

۵۹۔ یہ معلومات ادارہ تحقیقات اسلامی سے مؤرخہ ۱۵ر ستمبر ۲۰۲۰ء کو حاصل کی گئیں۔ ادارے کی نمائش میں بھی بین الاقوامی مفتیان کے دست خط کی تاریخ اور تصاویر موجود ہیں۔

ہوں۔[۶۰]

پیغام پاکستان کے قومی بیانیے کے دس اجزا میں پہلے جز میں اسلامی ضابطہ ٔ حیات کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس کے بعد دوسرے حصے میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے قیام کے پس منظر اور پاکستان کی کم زوریوں اور طاقت ور امکانیات کو واضح کیا گیا ہے۔ جب کہ بیانیے کے تیسرے حصے میں پاکستانی معاشرے کو درپیش مسائل کا ذکر کیا گیا ہے۔ پیغام پاکستان کا چوتھا حصہ اس متفقہ اعلامیہ پر مبنی ہے جس میں وہ متفقہ نکات بیان کیے گئے ہیں۔

پیغام پاکستان کا تعارف

جیسا کہ ذکر کیا گیا، **پیغام پاکستان** اسلامی جمہوریہ پاکستان کا امن، قومی سلامتی کے حصول اور نفرت انگیزی اور انتہا پسندی کے خاتمے کے لیے قومی لائحہ عمل ہے۔ ادارہ تحقیقات اسلامی نے ہائر ایجوکیشن کمیشن وفاق ہاے دینی مدارس اور قومی جامعات کے تعاون سے یہ بیانیہ تیار کیا ہے۔[۶۱] اس بیانیے پر ۱۸۲۹ علما کا اتفاق تھا۔[۶۲] ۲۰۲۱ء تک ۵۰۱۸ علما نے پیغام کی توثیق کی تھی۔ پاکستانی علما کے علاوہ غیر ملکی علما نے بھی **پیغام پاکستان** پر دست خط کیے ہیں۔ امام کعبہ شیخ صالح بن محمد ابراہیم الطالبی نے ۱۱/ مارچ ۲۰۱۸ء میں ادارہ تحقیقات اسلامی کے دورے کے موقع پر پیغام پاکستان کی تائید کی۔ مصر کے مفتی جمہوریہ عزت مآب شوقی ابراہیم عادل کریم نے ۲۳/ مارچ ۲۰۱۸ء کو ادارہ تحقیقات اسلامی میں **پیغام پاکستان** کی مناسبت سے ہونے والے سیمی نار میں ۲۳/ مارچ ۲۰۱۸ء کو **پیغام پاکستان** کی توثیق کی۔ گرینڈ مفتی قازقستان عزت مآب Serikbay Kajy Oraz نے پروفیسر ڈاکٹر محمد ضیاء الحق کی موجودگی میں ۱۰/ اکتوبر ۲۰۱۸ء کو **پیغام پاکستان** کی توثیق کی۔ اسی موقع پر روس کے بورڈ آف مفتیان نے بھی ۱۱/ اکتوبر ۲۰۱۸ء کو **پیغام پاکستان** پر دست خط کیے تھے۔[۶۳] جن کی بنا پر پیغام پاکستان کی تشکیل کی گئی ہے۔[۶۴]

پیغام پاکستان کے پانچویں حصے میں وہ فتوی ہے جو متفقہ طور پر تمام مکاتب فکر کے علما نے جاری کیا ہے۔ فتوے کے آغاز میں ریاست کی طرف سے کچھ سوالات ہیں جو کہ استفتا کا حصہ ہیں۔[۶۵] اس استفتا کا جواب ایک

۶۰- **پیغام پاکستان**، ابتدائیہ (اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، ۲۰۱۸ء)، vii۔

۶۱- **پیغام پاکستان**، x-ix۔

۶۲- نفس مرجع، ۸۱۔

۶۳- یہ معلومات پیغام پاکستان سینٹر براے امن، مصالحت اور تشکیل جدید کے ریکارڈ سے مورخہ ۱۵/ ستمبر ۲۰۲۰ء کو حاصل کی گئیں۔

۶۴- **پیغام پاکستان**، ۱- ۳۴۔

۶۵- نفس مرجع، ۳۷۔

متفقہ فتوے کی صورت میں ہے جو کہ ص ۳۸ سے ۴۲ تک ہے۔ اس فتوے میں علما نے قرآنی آیات اور احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں اسلامی جمہوریۂ پاکستان کو درپیش مسائل کے بارے میں واضح آرا دی ہیں۔ فتوے کے اختتام پر جامعہ نعیمیہ کی طرف سے اضافی نوٹ ہے۔[۶۶] فتوے کے اختتام پر متفقہ اہم نکات ہیں جب کہ اس کے بعد ان شخصیات کے نام ہیں جنھوں نے **پیغام پاکستان** کی توثیق کی ہے۔[۶۷]

پیغام پاکستان میں ان تمام اہم معاملات کے بارے میں اگر مگر کے بغیر ایک واضح موقف بیان کیا گیا ہے جن کی وجہ سے پاکستان میں دہشت گردی اور انتہا پسندی کے رویے پروان چڑھے۔ **پیغام پاکستان** وطن عزیز کے ۱۹۷۳ء کے دستور کے مطابق ہونے والے سماجی اور عمرانی معاہدے کی توثیق کرتا ہے نیز دستور پاکستان کے تحت حاصل کردہ بنیادی حقوق کا تحفظ بھی کرتا ہے۔ **پیغام پاکستان** ایک طرف اللہ تعالیٰ کے اقتدار اعلیٰ کو تسلیم کرنے کی دعوت دیتا ہے تو دوسری طرف نفاذ شریعت کے نام سے انتہا پسندی کو بھی روکتا ہے۔ **پیغام پاکستان** نفاذ اسلام کے اداروں کو مضبوط بنانے اور پاکستانی معاشرے کی تشکیل جدید کے ہنوز نامکمل کام کی طرف بھی توجہ مبذول کروا رہا ہے۔ متفقہ اعلامیہ میں جن نکات کی نشان دہی کی گئی ہیں۔ وہ بہت اہم ہیں اور ان پر نہ صرف تحقیقی کام ہونا چاہیے بلکہ اس پر مستند لٹریچر بھی تیار کیا جانا چاہیے۔

خلاصۂ بحث

اس تحقیقی مقالے میں اسلام کے بیانیۂ امن: تصور اور لائحہ عمل پر بحث کی گئی ہے۔ امن و سلامتی کا قیام عالمی طور پر بہت اہم ہے؛ کیوں کہ آج کل عالمی طاقتوں کے تباہ کن ہتھیاروں اور فساد نے دنیا کو برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ اس سے عالمی معیشت، معاشرت، سیاست اور اخلاقیات متاثر ہوئی ہیں۔ عالمی طاقتوں اور تہذیبوں کے تصادم کو عصری صورت حال میں افہام و تفہیم سے حل کرنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ انسانیت ترقی کی راہ پر گام زن ہو کر امن و امان سے زندگی گزار سکے۔ اس سلسلے میں تمام لوگوں کو مساویانہ حقوق بنیادی طور پر فراہم کیے جائیں۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں بیان کیا اور یہی حقوق اقوام متحدہ کے حقوق انسانی کے چارٹر میں درج ہیں، تاکہ بدامنی کے اسباب کا خاتمہ ہو سکے۔

درج بالا بحث سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام ہی وہ پہلا دین ہے جس نے امن کا بیانیہ، تصور اور لائحۂ عمل

۶۶۔ نفس مرجع، ۴۳–۴۵۔

۶۷۔ نفس مرجع، ۴۹–۸۱۔

پیش کیا ہے اور عملی طور پر عدل و انصاف اور رواداری پر مبنی معاشرہ قائم کیا، جس میں کوئی اپنے مذہب، روایات، ثقافت اور تہذیب و تمدن پر عمل کرتے ہوئے فلاح انسانیت کے لیے اپنا کردار ادا کرتا ہے۔

سفارشات

۱۔ عصر حاضر میں نفس انسانی کا احترام اور مثبت اقدار کو فروغ دینا ضروری ہے اور منفی اقدار سے بچنا لازم ہے، تاکہ اسلام کے بیانیۂ امن کا عملی طور پر اطلاق کیا جاسکے۔

۲۔ پاکستان میں طویل تنگ نظری کو ختم کرنے کے لیے حکومت کو کردار ادا کرنا ضروری ہے۔ تعلیم اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے امن و سلامتی کا فروغ ہونا لازمی ہے۔

۳۔ سوشل میڈیا کے ذریعے ایک فورم بنایا جائے جس میں انتہا پسندی اور جہالت کو ختم کرنے کے لیے پر امن فضا میں مکالمہ ہونا ضروری ہے۔ جس میں معاشرے میں امن و سلامتی کا اطلاق کیا جاسکے۔

۴۔ پاکستانی معاشرے میں اسلام کے بیانیۂ امن کو فروغ دینے کے لیے حکومتی اداروں، مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ کا مثبت کردار ادا کرنا بہت ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تمام ریاستی و عسکری اداروں کو **پیغام پاکستان** کے تحت جاری ہونے والے قومی بیانیے سے رہ نمائی لینا بھی ضروری ہے۔ عصر حاضر میں **پیغام پاکستان** کے نام سے قائم شدہ پلیٹ فورم کے ذریعے اسلام کے امن کے بیانیے کو عام کیا جا سکتا ہے۔

List of Sources in Roman Script

- ❖ Al-Qur'ān
- ❖ Abu Dawud, Sulayman b. al-Ash'ath. *Sunan Abi Dawud.* Beirut: Al-Maktabah al-'Asriyyah, n.d.
- ❖ Abu Yusuf, Ya'qub b. Ibrahim. *Kitab al-Kharaj.* Cairo: Al-Maktabah al-Azhariyyah, n.d.
- ❖ Al- Bukhari, Muhammad b. Isma'il. *Al-Jami' al-Sahih*. Beirut: Dar Ibn Kathir, 1990.
- ❖ Al-Bayhaqi, Abu Bakr Ahmad b. Husayn. *Al-Sunan Al-Kubra*. Edited by 'Abd al-Qadir 'Ata. Beirut: Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, 2003.
- ❖ Al-Bayhaqi, Abu Bakr Ahmad b. Husayn. *Al-Sunan Al-Kubra*. Haiderabad Dakkan: Majlis-i Da'irat al-Ma'arif al-'Uthmaniyah, 1346 AH.
- ❖ Al-Isfahani, al-Raghib. *Mufradat al-Qur'an*. Damascus: Dar al-Qalam, n.d.
- ❖ Al-Muttaqi, 'Ala al-Din 'Ali. *Kanz al-'Ummal fi Sunan al-Aqwal wa al-Af'al.* Beirut: Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, 1419 AH.
- ❖ Al-Nas, Ibn Sayyid. *'Uyun al-Athar fi Funun al-Maghazi wa al-Shama'il wa al-Siyar.* Beirut: Dar al-Qalam, 1993.
- ❖ Al-Qazwini, Ahmad b. Faris b. Zakariyya. *Maqayis al-Lughah*. Beirut: Dar al-Fikr, 1979.
- ❖ Al-San'ani, 'Abd al-Razzaq b. Hammam. *Al-Musannaf.* Beirut: Manshurat al-Majlis al-'Ilmi, 1970.
- ❖ Al-Shawkani, Muhammad b. 'Ali. *Nayl al-Awtar min Asrar Muntaqa al-Akhbar*. Saudi Arabia: Al-Jam'iyyah al-'Ilmiyyah, 2015.
- ❖ Al-Siba'i, Mustafa. *Islam ka Nizam-i Aman-o Jang.* Translated by Maulana 'Abd al-Halim Falahi. Delhi: Markazi Maktabah Islami Publishers, 2016.
- ❖ Al-Tabarani, Sulayman b. Ahmad. *Al-Mu'jam al-Awsat.* Cairo: Dar al-Haramayn, 1995.

- Al-Tabari, Ibn Jarir. *Jami‘ al-Bayan ‘an Ta’wil Ay al-Qur’an.* Beirut: Mu’assasah al-Risalah, 2020.
- Al-Tabari, Ibn Jarir. *Tarikh al-Rusul wa al-Muluk.* Beirut: Dar Ihya al-Turath, 1387 AH.
- Armstrong, Karen. *Muhammad: A Prophet for Our Time.* New York: HarperCollins, 2006.
- Ghazi, Anwar. "Bain al-Madhahib Ham Ahangi aur Dunya main Qayam-i Aman." *Daily Jang.* March 01, 2020.
- Hanbal, Ahmad b. *Al-Musnad.* Beirut: Mu’assasat al-Risalah, 2001.
- Huntington, Samuel P. *The Clash of Civilization and the Remaking of World Order.* New York: Simon Schuster, 1997.
- Ibn ‘Abd al-Hakam, ‘Abd al-Rahman b. ‘Abd Allah. *Futuh Misr wa Akhbaruha.* Beirut: Dar al-Fikr, 1996.
- Ibn ‘Asakir, Abu al-Qasim ‘Ali b. al-Hasan. *Tarikh Ibn ‘Asakir.* Beirut: Dar al-Fikr, n.d.
- Ibn al-Athir, *Al-Kamil fi al-Tarikh.* Beirut: Dar Ihya al-Turath al-‘Arabiyy, 1965.
- Ibn Hisham, ‘Abd al-Malik, *Al-Sirah al-Nabawiyyah.* Egypt: Mustafa al-Babi wa al-Halabi, 1955.
- Ibn Kathir, Isma‘il b. ‘Umar. *Al-Bidayah wa al-Nihayah.* Beirut: Dar Ihya al-Turath , 1988.
- Ibn Kathir, Isma‘il b. ‘Umar. *Al-Sirah al-Nabawiyyah.* Beirut: Dar al-Ma‘rifah, 1395 AH.
- Ibn Manzur, Muhammad b. Mukarram. *Lisan al-‘Arab.* Beirut: Dar Ihya’ al-Turath al-‘Arabiyy, 1988.
- Ibn Sa‘d, *Al-Tabaqat al-Kubra.* Beirut: Dar Sadir, 1986.
- Iqbal, Muhammad. *The Reconstruction of Religious Thought in Islam.* Lahore: Iqbal Academy, 2015.
- Kazmi, Nasir Raza. "Dahshat Gardi ki Mudhammat: Qur’an-i Hakim ka "Bayanyah" Kafi he." *Nawa’-i Waqt,* Lahore, March 7, 2017.
- Lieven, Anatol. *Pakistan: A Hard Country.* New York: Public Affairs, 2012.

- Maududi, Sayyid Abu al-A‘la. *Al-Jihad fi al-Islam.* Lahore: Idarah Tarjuman al-Qur’an, 1996.
- Nadim, Khurshid Ahmad. *Samaj, Riyasat aur Madhhab: Mutabadil Bayaniyah.* Islamabad: Iqbal International Institute for Research and Dialogue, 2018.
- *Paigham-i Pakistan*. Islamabad: Idarah-i Tahqiqat-i Islami, 2018.
- Watt, W. Montgomery. *Islamic Political Thought: The Basic Concepts.* Edinburgh: Edinburgh University Press, 1998.
- Zia’ al-Haq, Muhammad, “Qaumi Bayaniyah: Tasavvur aur La’ihah-i ‘Amal.” *Fikr-o Nazar*, Islamabad, 57, no. 1-2 (2019): 262-276.